بسمہٖ تعالیٰ

تعارف نامہ

مرکزِ احیائے آثارِ برِّ صغیر (مآب)

محسنانِ اسلام کی یاد اور ان کی علمی میراث کو
زندہ رکھنے کیلئے پہلا قدم...

MAAB 1431

مرکزِ احیائے آثارِ برِّ صغیر

maablib.org

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند کریم ورحیم کی ذات اقدس کا فضل و کرم ہے کہ لوگوں کے لیے عاملین و محافظین قرآن یعنی اہل بیتؑ کو اس کا حقیقی مفسّر بنا کر بھیجا تا کہ لوگ اس کشتی نجات پر سوار ہو کے افکار وعقائد کے بحر ظلمات سے با آسانی عبور ہو کر نجاتِ اُخروی کا پروانہ حاصل کر سکیں ۔

لہٰذا ہر دور میں اہل بیتؑ کے پروانے ہدایت کی ان فروزان شمعوں سے روشنی لیتے ر ہے اور اُس روشنی کو سواد قلم سے قرطاس کے پنوں پر بکھیرتے گئے۔ یہ روشنی جزیرۂ عرب سے پھیلی اور دنیا کے تمام دیگر مناطق کی طرح برصغیر کی تاریک گلیوں تک کو اپنی شعاؤں سے منوّر کر دیا۔

لہٰذا اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ راہ راست سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو وادی گمراہی سے نکال کر سرچشمہ ہدایت یعنی درِ اہل بیتؑ تک پہنچانے کا سہرا ان محسنان کے سر ہے جنہوں نے دن، رات، گرمی، سردی، جان، مال، کا فرق مٹاتے ہوئے آرام و آسائش کو ٹھو کر مار کر دینِ اسلام اور معارفِ اہل بیتؑ کی سربلندی کی خاطر اپنے اوطان کو خیر باد کہا اور برّصغیر کی سرزمین پر غربت کی ہر مصیبت جھیل کر یہاں کی ہواؤں کو ائمہ علیہم السلام کی تعلیمات سے معطّر کر دیا اور یوں نسل در نسل یہ عرفا، علماء اور مجاہدین، ملت کی فکری تربیت و دینی تعلیمات کی حفاظت کرتے رہے ۔

اگرچہ انہیں اسی جرم میں سر کٹوانا ، جیل کی کوٹھڑیوں میں گھٹ گھٹ کر جینا، بھوک وافلاس کو اپنا مقدر بنانا اور غربت کے داغ کو پیوندِ لباس بنا کر سجانا پڑا۔ لیکن ہر دشواری اور

سختی کو فقط اس وجہ سے خوشی خوشی گلے لگا یا تا کہ ملّت مسلمہ معارف اور تعلیماتِ اہل بیتؑ کے سائے میں فخر و عزّت سے زندگی بسر کر سکے اور آنے والی نسلیں اپنے روشن ماضی پر صبح قیامت تک افتخار کرنے کے ساتھ ساتھ ان علمی و دینی ذخائر سے برابر ہدایت لیتی رہیں۔

لیکن ہائے رے زمانہ کی گردش و انقلاب جن محسنان اسلام نے مکتبِ اہل بیتؑ کے دفاع میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ہزاروں کتب ورسائل تفسیر، حدیث، کلام ، تاریخ، اخلاق، فقہ ، ادب، مناظرہ وغیرہ موضوعات تحریر کر کے آنے والی نسلوں کے لیے سرمایہ ہدایت چھوڑا تھا آج برّصغیر کے گوشہ و کنار سے جہاں پر ان عظیم ہستیوں کی علمی میراث اپنی بربادی کا نوحہ پڑھتی نظر آرہی وہیں پر انکی لاوارث اور خستہ حال ویران قبریں اپنے اندر چھپے گوہروں کی ترجمان بن کر اپنی ملت کو مخاطب کر کے زبان حال سے کہہ رہی ہیں

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِعام رکھ دیا

اس گراں مایہ میراث کا ایک بہت بڑا حصّہ پہلے ہی نااہل افراد کے ہتھے چڑھ کر برباد ہو چکا ہے، تاریخی شواہد کی روشنی میں کچھ حصّہ چوری کی نذر ہو کر بیرونی ممالک میں منتقل ہوا اور ایک حصّہ باضابطہ طور پر بولی لگا کے دنیا کے اطراف وجوانب میں بیچا گیا۔ اب جو کچھ بچ گیا ہے وہ بھی ہماری لاپروائی اور غفلت کے باعث آخری سانسیں لے رہا ہے۔

مندرجہ ذیل چند مثالیں اس تلخ حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔

شہید ثالث قاضی سید نوراللہ شوشتری (۹۵۶۔ ۱۰۱۹ھ ۔ق)

شہید نے ۱۵۰ (ایک سو پچاس) کے قریب مکتب اہل بیتؑ کے دفاع میں کتابیں تحریر فرمائیں، اسی مکتب اہل بیت کی ترجمانی کے جرم میں جہانگیر بادشاہ کے درباری ملاؤں نے گدی

سے زبان نکالنے، سو خاردار تازیانے مارنے اور سید بزرگوار کے جسد کی توہین کرنے کے ساتھ ساتھ بے دردی سے شہید کرنے کا سفاکانہ فتوی دیا۔ جس کے نتیجہ میں اس ۶۳ سال کے بوڑھے مجاہد اور محافظ مکتب اہل بیتؑ کو ۱۸ جمادی الثانی کی نصف شب کو شہد کر دیا گیا، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ (البقرة/۱۵۶) وَسَيعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَى مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ(الشعراء/۲۲۷)۔

شہید کے اکثر علمی آثار تو مفقود ہو چکے ہیں، لیکن باقی ماندہ کتابیں بھی مختلف کتب خانوں میں ملت کی بے حسی اور احسان فراموشی کا نوحہ پڑھ رہی ہیں۔

شہید رابع مرزا محمد کامل دہلوی ۱۲۲۵ھ۔ق

جنہیں تحفہ اثنا عشریہ کا جواب لکھنے کے جرم میں سفاک دشمن کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ آپ کی مکتب اہل بیتؑ کے دفاع میں لکھی جانے والی (ستر) ۷۰ کتابوں میں سے اکثر تو مفقود ہیں صرف چند انگشت شمار کتابوں کے قلمی نسخے خستہ حالت میں بعض کتابخانوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

شہید احمد ٹھٹھوی قاضی زادہ

شہید احمد ٹھٹھوی کے والد ٹھٹھہ میں فقہ حنفی کے قاضی تھے لیکن انکے فرزند نے اپنے آبائی مذہب کو امیر المومنین حضرت علیؑ کی بشارت خاص کے تحت جس کی تفصیلات کتب میں موجود ہے، خیر باد کیا اور اس طرح سنی حنفی مسلک کو چھوڑ کر شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا، مکتب اہل بیتؑ کی پیروی اور اس کی تبلیغ کرنے کے جرم میں پہلے گھر سے بے دخل ہوئے اور پھر نہ فقط یہ کہ انہیں شہید کیا گیا، بلکہ شہید کے جنازہ کو بھی قبر سے نکال کر آگ لگا دی گئی اور شہید کے جسد اطہر کی راکھ کو دریا راوی کی نظر کر دیا گیا۔

maablib.org

اب روئے زمین پر شہید کا نہ کوئی صُلبی و نسبی وارث ہے اور نہ ہی قبر کا نشان جو چیز شہید کے باقیات صالحات میں باقی ہے وہ فقط شہید کی تحریر شدہ کتب ہیں، افسوس اس بات کا ہے کہ ان چار سو پچاس سال میں شہید ٹھٹھوی کی کسی ایک کتاب کو بھی ابھی تک برصغیر کی ملت تشیع کو چھاپنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

اختصار مانع ہے انہیں چند مثالوں پر انحصار کیا جاتا ہے ورنہ:

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے

مرکز کی تاسیس

انسان کے قدم اس میراث کی حفاظت میں حائل مشکلات و سختیوں کو دیکھ کر لڑکھڑا جاتے ہیں۔

کیوں کہ مادی و معنوی وسائل کے بغیر اندرونی اور بیرونی ممالک کے کتب خانوں سے اس میراث کو ایک جگہ اکٹھا کرنا، برصغیر کے علاوہ عتبات عالیات کے قبرستانون میں مدفون برصغیر کی ہی عظیم ہستیوں کی قبور کی نشان دہی، شہر شہر، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جا کر شیعت سے متعلق سب وہ ڈیٹا اکٹھا کرنا جس کی تفصیلات آگے آرہی ہے بہت ہی مشکل اور ہمت شکن کام ضرور ہے اگرچہ ناممکن نہیں ہے۔

لیکن ہر زمانے میں رب کریم کی ذات پر بھروسہ اور توکل کرنے والے ایسے افراد کی بھی کمی نہیں رہی جو اپنے مقصد میں کامیابی کے حصول میں کسی بھی قسم کے ظاہری اسباب سے بے پرواہ ہو کر میدان عمل میں اتر پڑتے ہیں اور پھر رب کریم اپنے خاص لطف و کرم سے کامیابی کے راستے خود بخود کھولتا چلا جاتا ہے۔

ان لوگوں نے قرآن کی ان آیات کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا ہوا ہے

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ...(الطلاق/۳) وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ...

(الفرقان/۵۸)

لہذا اسی عزم اور جذبہ کے پیش نظر بعض قم کے طلاب دینیہ نے مسبب الاسباب رب العزت کی بابرکت ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے قم المقدسہ کی سرزمین پر بروز جمعرات، ۲۰ جمادی الثانی، ۱۴۳۱ھ / ۳ جون، ۲۰۱۰ء کو اوّلین مدافع ولایت امیر المؤمنین علیہ السلام، خاتون جنّت حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے یوم ولادت کے پُر مسرّت موقع پر معصومینؑ سے توسل کرتے ہوئے علماء وفضلاء کی موجودگی میں ایک ادارہ بنام «مرکز اِحیاء آثار برّصغیر» کی داغ بیل ڈال دی، جس کا مقصد اور نَصب العین شیعیان برّصغیر کے محسنوں کی علمی، مذہبی اور ثقافتی میراث کی حفاظت اور اس کو زندہ کرنا ہے۔

الحمدللہ مرکز سے مربوط برادران مذہبی جذبہ ولگن کے سہارے منزل بہ منزل اس کام کو آگے بڑھا رہے ہیں گذشتہ دس برسوں میں طرح طرح کی ہمت شکن مشکلات کا سامنا کرنے کے باوجود الحمدللہ کام جاری رکھا ہوا ہے۔